

اسلامی تہذیب اس کے اصول و مبادی

(۱۳)

ایمان ۴۔ ایمان بالکتاب

اسلام کی اصطلاح میں ”کتاب“ سے مراد وہ کتاب ہے جو بندوں کی رہنمائی کے لئے اللہ کی طرف سے
 رسول پر نازل کی جاتی ہے اس مفہوم کے لحاظ سے کتاب کو یا اسی پیغام کا سرکاری بیان Official
 VERSION اسلامی اصطلاح کے مطابق ”آہی کلام“ ہے، جسے لوگوں تک پہنچانے، اور جس کی تفسیر
 و تشریح کرنے، اور جس کو عمل کا جامہ پہنانے کے لئے پیغمبر دنیا میں بھیجا جاتا ہے۔ یہاں اس بحث
 کا موقع نہیں کہ ”کتاب“ کس معنی میں اللہ کا کلام ہے، اور اس کے کلام اللہ ہونے کی کیفیت کیا ہے یہ خاص آیت
 کی بحث ہے جس کا اس مضمون سے کوئی تعلق نہیں ہم کو اس پر صرف اس پہلو سے نظر ڈالنی ہے کہ تہذیب
 کی تائیس میں ایمان بالکتاب کا کیا حصہ ہے؟ اور اس کے لئے صرف اتنا جان لینا کافی ہے کہ پیغمبر کے
 ذریعہ سے تعلیم بندوں کو دینی مقصود ہے اس کے اصول اور اہمات مسائل، خاص خدا کی طرف سے پیغمبر
 دل پر القا ہوتے ہیں، اس کے الفاظ اور معانی دونوں میں پیغمبر کی اپنی عقل و فکر اس کے ارادے اور
 اس کی خواہش کا ذرہ برابر دخل نہیں ہوتا اس لئے وہ لفظاً اور معنی خدا کا کلام ہوتا ہے نہ کہ پیغمبر کی
 تصنیف پیغمبر اس کلام کو ایک امانت دار قاصد کی حیثیت سے خدا کے بندوں تک پہنچا دیتا ہے پھر خدا
 کی عطا کی ہوئی بصیرت سے اس کے معانی اور مطالب کی تشریح کرتا ہے، انہی آہی اصولوں پر اخلاق،
 معاشرت، تہذیب اور تمدن کا نظام قائم کرتا ہے، اپنی تعلیم و تلقین اور اپنی پاکیزہ سیرت سے لوگوں

کے خیالات، رجحانات اور افکار میں ایک انقلاب برپا کرتا ہے، تقویٰ و طہارت، پاکیزگی نفس اور حسن عمل کی روح ان میں پھونکتا ہے، جو صداقت پسند اور حق پرست لوگ اس کی پیروی اختیار کرتے ہیں، ان کو وہ اپنی تربیت اور عملی رہنمائی میں اس طور منظم کرتا ہے کہ ان سے ایک نئی سوسائٹی نئی دُنیا نئے افکار و خیالات، نئے آداب و اطوار، اور نئے آئین و قوانین کے ساتھ وجود میں آتی ہے پھر وہ ان میں اُمّی کی کتاب اور اس کے ساتھ اپنی تعلیم اور اپنی پاکیزہ سیرت کے آثار چھوڑ جاتا ہے جو ہمیشہ اس جماعت اور اس کے بعد آنے والی نسلوں کے لئے مثلِ ہدایت کا کام دیتے ہیں۔

رسالت اور کتاب کا تعلق | رسالت اور کتاب دونوں اسی ایک خدا کی طرف سے ہیں۔ دونوں ایک ہی لہز بانی کے اجزاء اور ایک ہی مقصد اور ایک ہی دعوت کی تکمیل کے ذریعے ہیں۔ وہی اللہ کا علم اور اس کی حکمت رسول کے سینے میں بھی ہے اور کتاب کے اوراق میں بھی جس تیسام کا لفظی بیان کتاب ہے اسی کا عملی نمونہ رسول کی زندگی ہے۔

انسان کی فطرت کچھ اس طور پر واقع ہوئی ہے کہ وہ مجرد کتابی تعلیم سے کوئی غیر معمولی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اس کو علم کے ساتھ ایک انسانی معلم اور رہنما کی بھی حاجت ہوتی ہے جو اپنی تعلیم سے اس علم کو دلوں میں بٹھا دے، اور اس کا مجسمہ بن کر اپنے عمل سے لوگوں میں وہ روح پھونک دے جو اس تعلیم کا حقیقی فشار ہے۔ آپ کو پوری انسانی تاریخ سے ایک مثال بھی ایسی نہ مل سکیگی کہ تنہا کسی کتاب نے، انسانی معلم کی ہدایت اور تعلیم کے بغیر کسی قوم کی ذہنیت اور زندگی میں انقلاب پیدا کیا جو جن رہنماؤں نے قوموں کے افکار و اعمال میں زبردست انقلابات پیدا کئے ہیں، اگر وہ خود اپنی تعلیم کے مکمل عملی نمونے بن کر نہ پیدا ہوتے، اور صرف ان کی تعلیمات اور ان کے اصول کی کتاب کی شکل میں شائع ہو جاتے تو انسانی فطرت کا کوئی راز داں یہ دعویٰ کرنے کی جرات نہیں کر سکتا کہ محض اس کتاب سے وہی انقلابات رونما ہوتے جو ان رہنماؤں کی عملی تعلیم سے ہوئے۔

دوسری طرف یہ بھی انسانی فطرت ہے کہ وہ انسانی رہنما کے ساتھ اس کی تعلیم کا ایک مستند اور معتبر بیان بھی چاہتی ہے، خواہ وہ کاغذ پر لکھا ہوا ہو، یا سینوں میں محفوظ ہو۔ رہنما جن اصولوں پر جماعت کے افکار و اعمال اور اخلاق و تمدن کی بنیاد رکھتا ہے، وہ اگر اپنی اصلی شکل میں محفوظ نہ رہیں تو رفتہ رفتہ اس کی تعلیم کا نقش دھندلا ہوتا جاتا ہے، اور اس نقش کے مٹنے کے ساتھ انفرادی سیرت اور اجتماعی نظم و آئین کی بنیادیں بھی کمزور ہوتی چلی جاتی ہیں حتیٰ کہ آخر میں اس جماعت کے پاس صرف افسانے ہی افسانے رہ جاتے ہیں، جن میں ایک طاقتور نظام تمدن کو سنبھالنے کی قوت نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ جن رہنماؤں کی تعلیم محفوظ نہیں رہی ان کے قبیعین گمراہی میں پڑ گئے، ان کی بنائی ہوئی امت پریم کے اعتقادی، فکری، علمی، اخلاقی اور تمدنی مفاسد میں مبتلا ہو گئی، او کوئی ایسی چیز ان کے پیچھے باقی نہیں رہی، جس سے وہ صحیح اور اصلی اصول اخذ کئے جا سکیں جن پر ابتداً اس امت کی شیرازہ بندی کی گئی تھی۔

فاطر کائنات اپنی مخلوق کی اس فطرت سے واقف تھا، اس لئے اس نے جب نوعِ ثبائی کی ہدایت کا ذمہ لیا، تو اس کے لئے رسالت اور نازل دونوں کا سلسلہ ساتھ ساتھ جاری کیا۔ ایک طرف بہترین سیرت رکھنے والے انسانوں کو رہنمائی کے منصب پر مقرر کیا اور دوسری طرف اپنا کلام بھی نازل کیا، تاکہ یہ دونوں چیزیں انسانی فطرت کے ان دونوں مطالبوں کو پورا کر دیں اگر رہنما کتاب کے بغیر آتے، یا کتاب میں رہنماؤں کے بغیر آتیں تو حکمت کا مقصود پورا نہ ہو سکتا۔

چرواغ اور رہنما کی قرآنی مثال | رسالت اور کتاب کے اس تعلق کو قرآن مجید ایک تمثیلی پیر میں بیان کرتا ہے۔ اس نے جبکہ جبکہ رسول کو رہنما اور بد رتہ سے تشبیہ دی ہے جس کا کام گمراہوں کو سیدارستہ بتانا ہے، مثلاً وَجَعَلْنَاهُمْ أُمَّةً يَهْدُونَ بِآيَاتِنَا (۵: ۲۱) وَإِنْ كُنْ مِنْهُمْ هَادٍ (۱۱: ۱۳) فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا (۳: ۱۹) وَأَهْدِيكَ إِلَى رَبِّكَ فَخُشِّي

دوسری طرف وہ کتاب کو "فوز" اور "ضیاء" اور "ربان" اور "قرقان" اور "نیر" اور "سین" کے الفاظ سے تعبیر کرتا ہے، مثلاً وَاتَّبِعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ (۴: ۱۹) وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً (۲۱: ۲) قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ (۵: ۳) قَدْ جَاءَكُمْ بُزْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ (۴: ۲۴) یہ شبیہات محض شاعری نہیں ہیں، بلکہ ایک اہم حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ ان سے یہ بتانا مقصود ہے کہ معمولی انسان کو فطری قفل اور اکتسابی علم سے اتنی روشنی اور رہنمائی حاصل نہیں ہوتی جس سے وہ حق کی سیدھی راہ پر چل سکے۔ اس اجنبی اور اندھیری منزل میں اس کو ایک ایسے غیر معمولی رہنما کی ضرورت ہے جو اس منزل کی رسم و راہ سے واقف ہو، اور ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ایک چراغ بھی ہو، تاکہ وہ اسے لئے ہوئے قدم قدم پر بتا چلے کہ یہاں گڑھا ہے، یہاں قدم پھسلتا ہے، یہاں کانٹے اور جھاریاں ہیں، یہاں سے دوسرے ٹیڑھے اور غلط راستے نکلتے ہیں، اور اس کے پیچھے چلنے والا انسان خود بھی اس چراغ کی روشنی میں راہ کے نشانات کو دیکھ کر سیدھی راہ کی علامت کو پہچان کر ٹیڑھے راستوں کے موڑوں اور ٹکڑوں سے واقف ہو کر علی وجہ البصیرت اس کا اقتدار کے رات کے اندھیرے میں رہنا اور چراغ کے درمیان جو تعلق ہوتا ہے وہی تعلق رول اور کتاب میں بھی ہے اگر ہم رہنما کے ہاتھ سے چراغ چھین لیں اور خود اس کو لئے کر چلنے لگیں تو راستے میں ہم کو بہت سے ایسے ترابے چومنا پڑیں اور مشابہ راستے ملیں گے جہاں ہم کو یا تو حیران و پریشان ہو کر ٹھہر جانا ہوگا، یا ہم اس چراغ کی روشنی میں کسی غلط راستے پر چلنے لگیں گے، کیونکہ محض چراغ کا وجود انسان کو رہنما سے بے نیاز نہیں کرتا۔

لَا يَهْدِيهِمْ كَثِيرٌ مِّنْهُمْ هُدًى يَوْمَ يَقُولُونَ مَا بُعِثُوا بِهِ ۚ الْغَافِقِينَ الَّذِينَ يَقْنُتُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ (۲: ۲۴) میں سمجھا دوں گا توں کے ایک اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے۔ انسان کو زمین اتارنے وقت فرمایا گیا تھا کہ تَوَاصِلُوا بَيْنَكُمْ وَتَعَلَّمُوا مِمَّنْ أَوْحَى إِلَيْكُمْ هَذَا يَوْمَ هَذَا لَا يَقْنُتُ وَلَا يَنْشَقُّ (۲۰: ۱۴) اسے جو لوگ خدا کے پیچھے ہوئے ہادی کی ہدایت سے بے نیاز ہو کر، اور اس تعلق کو جو خدا نے رسالت اور کتاب کے درمیان قائم کیا ہے قطع کر کے اپنے لئے ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، وہ گمراہ ہو جاتے ہیں اور کتاب بغیر وجود میں نہ ہونے کے ان کو سیدھا راستہ نہیں بتاتی

اسی طرح اگر رہنما کے ہاتھ میں چرغ نہ ہو تو ہم محض اندھے مقلد کی طرح اس کا دامن پکڑتے ہوئے چلیں گے اور روشنی کے بغیر ہم میں خود آتی بصیرت پیدا نہ ہوگی کہ سید بے راستے کو ڈیڑھے راستوں سے ممتاز کر کے دیکھ سکیں اور سید راہ کے ان نازک مقامات کو بھی پہچان لیں جہاں انسان ٹھوکر کھاتا ہے یا اس کا قدم پھسل جاتا ہے پس حلق ہم کو رات کی تاریکیوں میں اُٹھنی راہوں پر چلنے کے لئے ایک ایسے بدرتے کی بھی ضرورت ہوتی ہے جو اُنٹنل کی رسم و راہ سے خوب واقف ہو اور ایک مشعل کی بھی ضرورت ہوتی ہے جس کی روشنی میں ہم اس راستے کو خوب پہچان سکیں، اور ان دونوں میں سے کسی ایک سے ہم بے نیاز نہیں ہو سکتے، اسی طرح حقیقت کی اُٹھنی منزل میں جہاں ہماری عقل کی روشنی تنہا کام نہیں دیتی، ہم کو رسول اور کتاب دونوں کی یسکان ضرورت ہوتی ہے، اور ان میں سے کسی کے اتباع کو چھوڑ کر ہم سیدھی راہ نہیں پاسکتے۔

رسول وہ ماہر و مدقق ہے جو خدا کی دی ہوئی بصیرت سے ہدایت کی صراطِ مستقیم کو جانتا ہے اور منزل کی سہم و راہ سے ایسا واقف ہوتا ہے جیسا کسی راہ پر نینکڑوں مرتبہ چلا ہوا بدرقہ اس کے بہرہ قدم کی تفصیلی کیفیات سے واقف ہوا کرتا ہے۔ اسی بصیرت کا نام ”علم“ اور ”تعلیم“ اور ”شرح صدر“ اور ”تعلیم الہی“ و ”دبیرا ربانی“ ہے جسے خصوصیت کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کو عطا کئے جانے کا ذکر بار بار قرآن میں آیا ہے مثلاً
الَّذِينَ نَزَّلْنَا لَهُمُ الْقُرْآنَ فَذَكَرُوا رَبَّهُمْ فَلَمْ يَكُنْ لَهُمُ كُفٌ هُنَّ ذَلِيلًا ۖ وَاتَّبَعُوا مَا تَوَدَّعُوا ۚ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمْنَاكَ مَا لَمْ نَكُنْ نَعْلَمُكَ (۴: ۱۷) وَكَلَّمَ آدَمَ فِيهِمُ فَلَمَّا تَوَلَّوْا وَكُنْتُمْ خَافِيَةً عَلَيْنَا (۲۱: ۶) تَتَّبِعُوا مَنْ لَا يَسْأَلُكُمْ أَجْرًا وَهُمْ مُنْتَهَكُونَ (۳۶: ۱۲) اور کتاب وہ روشن چراغ ہے جس کی مدد سے رسول اپنے پیروں کو نہ صرف سید ہی راہ چلاتا ہے بلکہ انہیں اسی نورِ علم اور روشنی فکر اور عرفان حق سے بہرہ مند کرتا ہے جو ایک بالاتر درجے میں اللہ کی طرف سے خود اس کو عطا ہوا ہے اور اپنی تعلیم و تربیت سے انہیں اس قابل بنا دیتا ہے کہ اگر وہ اس کے نقش قدم پر چلیں اور اس چراغ کو ہاتھ میں رکھیں تو نہ صرف خود ہدایت پائیں بلکہ دوسروں کے لئے بھی نفا اور امام بن جائیں۔

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُفَصَّلًا لِّلنَّاسِ
مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ۔ (۱:۱۳)

کتاب جس کو ہم نے تیری طرف اتارا تاکہ تو لوگوں کو
تاریکیوں سے روشنی میں نکال لائے۔

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا
نَزَّلَ إِلَيْهِمْ وَلِتُكَفِّرُوا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ (۶:۱۱۶)

اور ہم نے تجھ پر ذکر (قرآن) اتارا تاکہ تو لوگوں کے لئے
اس ہدایت کو واضح کر دے جو ان کی طرف اتاری گئی ہے
شاید کہ وہ غور و فکر کریں۔

پھر ایک بلخ انداز میں قرآن نے یہ بھی بتا دیا کہ مادی جہانی عالم میں چراغ اور رہنما کے درمیان
جو مغائرت ہے وہ عالم حقیقت میں رسول اور کتاب کے درمیان نہیں ہے بلکہ ان دونوں کے درمیان
ایک اتحادی رشتہ ہے چنانچہ بعض جگہ جس چیز کے کتاب کو تشبیہ دی گئی ہے اسی چیز کے کسی دوسری جگہ
کو بھی تشبیہ دی گئی ہے اور اسی طرح اس کے برعکس یہ یٰٰٓأَيُّهَا الَّذِيۤنَا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا
وَنَذِيرًا وَذَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاٰذِنِهٖ وَسِرَاجًا مُّبِينًا (۱۰:۲۳) میں رسول کو چراغ روشن کہا ہے
اور یہ اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِيۤ لِّلْطَيِّبِۭۭ۟ۤنَ اَقْوَمُ (۱۰:۱) میں کتاب کو رہنما کہا گیا ہے۔
اس سے معلوم ہوا کہ کتاب اور رسول کا تعلق حقیقتہً ناقابل القطع ہے ان کے کو ہدایت کیلئے

دونوں کی یکساں ضرورت ہے۔ اسلام جس فکری و علمی نظام اور جس تہذیب و تمدن کو قائم کرنا چاہتا ہے۔
اس کے قیام و استحکام اور اس کے دائم اپنی صحیح شکل میں رہنے کے لئے اگر زیر ہے کہ ہمیشہ رسالت اور کتاب
دونوں کے ساتھ اس کا تعلق برقرار رہے۔ اسی شدید ضرورت کی بنا پر رسالت اور کتاب دونوں کو الگ
الگ مستقل اجزائے ایمان قرار دیا گیا، اور ہر ایک پر ایمان لانے کی بار بار تاکید کی گئی۔ اگر تاکید مقصود نہ
ہوتی تو ایسا کرنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ رسول کی تصدیق اس کی لائی ہوئی کتاب کی تصدیق کو تضمن ہے
اور کتاب کی تصدیق اس کے لئے کی تصدیق کو۔

تمام کتب آسمانی پر ایمان | جہاں تک ایمان کا تعلق ہے، اسلام ان تمام کتابوں کو ماننے کا حکم

دیتا ہے جو خدا کی طرف سے اس کے رسولوں پر نازل کی گئی ہیں مسلمان ہونے کے لیے جس طرح تمام رسولوں اور نبیوں پر ایمان لانا ضروری ہے، اسی طرح تمام کتابوں پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔ چنانچہ قرآن میں بار بار۔ کہا گیا ہے۔

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا
أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ - (۱:۲) -

اور پرہیزگار وہ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اس کتاب
جو تیری طرف اتاری گئی ہے اور ان کتابوں پر جو
تجھ سے پہلے اتاری گئی تھیں۔

كُلُّ اٰمَنٍ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكِتٰبِهٖ وَ
رُسُلِهٖ (۲۰: ۵۲)

رسول اور سب سے ایمان لائے اللہ پر اور اس کے
فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں

فَنَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ (۱:۳)

اللہ نے تجھ پر حق کے ساتھ کتاب اتاری جو تصدیق
کرتی ہے ان تمام کتابوں کی جو اس کے آگے آچکی

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا كُنْهِيَ كَمَا يُبَيِّنُ لَنَا اللّٰهُ شَيْءًا مِّنْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۱۰۸

وَيَعْقُوبَ وَالْكَاسِبَ وَمَا أَتَى مُوسَى
وَعِيسَى وَالْيَسَّى مِنْ رَبِّهِمْ لَا تُفَرِّقُ

اسحاق اور یعقوب اور اولاد یعقوب پر تاریخی قصص
اور جو موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے نبیوں کو ان کے پروردگار

بَيِّنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَتَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ (۹:۳) کی طرف سے دی گئی تھیں ہم ان میں سے کسی کے درمیان
تفریق نہیں کرتے اور ہم اس کو ماننے والے ہیں۔

الَّذِينَ لَدَيْكَ بِمَا أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ إِذَا أَعْتَدْنَا فِي

جن لوگوں نے اس کتاب اور ان کتابوں کو سمجھ لیا
جن کے ساتھ ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجا تھا ان کو غفر

الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ (۸: ۳۰)۔ ان کی گردنوں میں پڑے ہوں گے اور وہ کھولتے ہوئے پانی میں گھسیٹے جائیں گے پھر آگ میں جھونکے گئے جائیں گے۔
وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ (۳: ۵۷)۔ تاکہ لوگ حق پر قائم ہوں۔

اس اجالی بیان کے ساتھ بعض کتابوں کے نام لے کر بھی ان پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے اور ان کی تعریف و توصیف کی گئی ہے مثلاً توریت کو ہدایت، نور، فرقان، ہنیا، امام اور حجت کہا گیا ہے (۵: ۲۸-۵: ۵-۶: ۲۱-۴: ۲۶-۲: ۴۶) اور انجیل کو بھی ہدایت، نور اور موعظت کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے (۴: ۵) پس یہ بات اسلام کے اصول میں سے ہے کہ جن کتابوں کا ذکر تصریح کے ساتھ قرآن میں کیا گیا ہے ان پر صراحتاً، اور جن کا ذکر نہیں کیا گیا ہے ان پر اجالا ایمان لایا جائے اسلامی اعتقاد کے مطابق دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں ہے جس میں اللہ کے رسول، اس کی طاعت سے کتابیں لے کر نہ آئے ہوں اور جتنی کتابیں دنیا کے مختلف خطوں مختلف قوموں میں آئی ہیں، وہ سب ایک ہی حشرے کی نہریں، ایک ہی آفتاب کی شعاعیں تھیں۔ سب اسی حق اور صداقت، اور ہدایت اور نور کے ساتھ آئی تھیں جس کا نام ”اسلام“ ہے۔ اس لئے جو ”مسلم“ ہے وہ ان سب پر ایمان لاتا ہے، اور جو ان میں کسی کی تکذیب کرتا ہے۔ وہ سب کی تکذیب اور حقیقت اصل حشرے کی تکذیب کا مجرم ہے۔

صرف قرآن کا اتباع | لیکن ایمان کے بعد جہاں سے بالفعل اتباع کی سرحد شروع ہوتی ہے وہاں دوسری کتابوں سے تعلق قطع کر کے صرف قرآن کے ساتھ تعلق رکھنا ضروری ہے۔ اس کے متعدد وجوہ ہیں۔
اولاً کتب آسمانی میں سے بہت سی کتابیں تو اب معدوم ہیں۔ اور جو باقی جاتی ہیں ان میں ان میں سے کوئی کتاب اپنے اصل الفاظ اور معانی میں محفوظ نہیں ہے۔ کلامِ آبی کے ساتھ کلامِ انسانی لفظاً

اور معنیٰ دونوں طرح شریک ہو گیا ہے۔ ہدایت کے ساتھ گمراہی جو خواہشات نفسانی کے اتباع کا لازمی نتیجہ ہے، ان کتابوں میں مل جل گئی ہے، اور اب یہ تمیز کرنا مشکل ہے کہ ان میں حق کس قدر ہے اور باطل کس قدر۔ یہی حال ان کتابوں کا بھی ہے جن مختلف ملتیں اپنے دین کا مدار رکھتی ہیں، اور جن کے آسمانی ہونے کا شبہ کیا جاسکتا ہے۔ ان میں سے بعض تو ایسی ہیں جن میں منزل من اللہ ہونے کا تحمل ہی سرے سے موجود نہیں بعض کے متعلق یہ تک پتہ نہیں چلتا کہ اگر وہ خدا کی طرف سے آئیں تو کن نبیوں کے پاس آئیں اور کس زمانے میں آئیں بعض کی زبانیں ایسی مردہ ہو چکی ہیں کہ آج ان کے صحیح معانی متعین کرنا مشکل ہے بعض میں انسانی خواہشات، اور غلط تخیلات و اوصاف کی صریح آمیزش معلوم ہوتی ہے بعض میں شرک، غیر اللہ کی پرستش، اور ایسے ہی دوسرے غلط عقاید اور اعمال کی صریح تعلیم موجود ہے جو کسی طرح حق نہیں ہو سکتی۔ ایسی کتابیں جن کا یہ حال ہو انسان کو صحیح علم اور صحیح روشنی نہیں دے سکتیں۔ انسان ان کا اتباع کر کے گمراہی سے محفوظ نہیں ہو سکتا۔

ثانیاً قرآن کے سوا جتنی کتابیں اس وقت موجود ہیں، عام اس سے کہ آسمانی ہوں یا ان کے متعلق آسمانی ہونے کا شبہ کیا جاسکتا ہو، ان کی تعلیمات اور ان کے احکام میں یا تو محدود نسلی تو اثر نمایاں ہے، یا مخصوص زمانی حالات کا اقتضاء غالب۔ وہ ہر زمانے میں تمام نوع بشری کے لئے ہدایت و رہنمائی کا نہ کبھی ذریعہ بنی ہیں اور نہ بن سکتے ہیں۔

ثالثاً، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کتابوں میں سے ہر ایک میں ایسی تعلیمات موجود ہیں جو حق اور صدق ہیں، اور ان میں انسان کے اخلاق اور معاملات کی اصلاح کے لئے بعض اچھے اصول اور قوانین بھی موجود ہیں، لیکن ان میں کوئی ایک کتاب ایسی نہیں ہے جو تمام خیرات کی جامع ہو، جس میں پورا حق ظاہر کر دیا گیا ہو، جو تنہا انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں اس کی صحیح رہنمائی کر سکتی ہو۔

قرآن مجید ان تینوں خامیوں سے پاک ہے۔

۱۔ وہ انہی الفاظ میں محفوظ ہے جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پیش کیا تھا اور روزے سنکڑوں ہزاروں، لاکھوں آدمیوں نے ہر زمانے میں اس کو لفظ بہ لفظ یاد کیا ہے، لاکھوں کروڑوں آدمیوں نے روزانہ اس کی تلاوت کی ہے، ہمیشہ اس کے نسخے ضبط کتابت میں لائے جاتے رہے ہیں، اور کبھی اس کی عبارت میں ذرہ برابر اختلاف نہیں پایا گیا ہے۔ لہذا اس امر میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ جو قرآن نبی عربی صلعم کی زبان سے سنا گیا تھا وہی آج دنیا میں موجود ہے اور ہمیشہ موجود رہے گا۔ اس میں کبھی ایک لفظ کا تغیر و تبدل نہ ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے۔

۲۔ وہ عربی زبان میں اترا ہے جو زندہ زبان ہے۔ اس کے بولنے والے اور سمجھنے والے آج کروڑوں انسان موجود ہیں، اور آج تک اس زبان کا فصیح اور معیاری لٹریچر وہی ہے جو نزول قرآن کے وقت تھا۔ اس کے معانی اور مطالب معلوم کرنے میں انسان کے لئے وہ قہس نہیں ہیں جو مردہ زبانوں کی کتابوں کے سمجھنے پیش آتی ہیں۔

۳۔ وہ سراسر حق، اور از اول تا آخر آہی تعلیمات سے لبریز ہے۔ اس میں کہیں انسانی جذبات، انسانی خواہشات قومی یا طائفی خود غرضیوں اور جاہلانہ گمراہیوں کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔

۴۔ اس میں تمام نوع بشری کو خطاب کیا گیا ہے، اور ایسے عقائد، اصول اخلاق اور قوانین عمل پیش کئے گئے ہیں جو کسی ملک و قوم اور کسی خاص زمانے کے لئے مخصوص نہیں ہیں۔ اس کی ہر تعلیم عالمگیر بھی ہے۔ اور جاودا فی بھی۔

۵۔ اس کے اندر ان تمام حقائق و معارف اور خیرات و صلاحات کو جمع کر دیا گیا ہے جو اس سے پہلے کی آسمانی کتابوں میں بیان کئے گئے تھے کسی مذہب کی کتاب سے ایسی کوئی بات نکال نہیں جانی جاسکتی جو حق اور نیکی ہو، اور قرآن اس کے ذکر سے خالی ہو۔ ایسی جامع کتاب کی ضرورت میں انسان آپ سے آپ دوسری تمام کتابوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

۶۔ وہ آسمانی ہدایات اور انہی تعلیمات کا جدید ترین مجموعہ (Latest edition)

بے بعض ہدایات جو پچھلی کتابوں میں مخصوص حالات کے تحت دی گئی تھیں وہ ایسے سے نکال دی گئیں اور بہت سی نئی تعلیمات جو پچھلی کتابوں میں نہ تھیں، اس میں اضافہ کر دی گئیں۔ لہذا تجھ سے آباؤ و اجداد کا نہیں بلکہ فی الواقع خدائی ہدایت کا پیرو ہے اس کے لئے لازم ہے کہ اسی آخری اور جدید یا نئے کتاب کا اتباع کرے نہ کہ پرانے ایڈیشنوں کا۔

یہی وجہ ہیں جن کی بنا پر اسلام نے تمام کتابوں سے اتباع کا تعلق منقطع کر کے صرف قرآن کو متبوع قرار دیا ہے اور تمام دنیا کو دعوت دی ہے کہ وہ اسی ایک کتاب کو اپنا دستور العمل بنائے۔
 اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ
 بَيْنَ النَّاسِ بِمَا اَرَادَ اللّٰهُ (۴: ۱۵)
 تاکہ تو لوگوں کے درمیان اس علم حق کے ساتھ فیصلہ کرے جو خدا نے تجھے دیا ہے۔

فَالَّذِينَ اٰمَنُوا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ
 وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْ اُنْزِلَ مَعَهٗ اُولٰٓئِكَ
 هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۲: ۱۹)
 پس جو لوگ اس پر ایمان لائے اور جنہوں نے اس کی مدد اور حمایت کی اور اس نور کا اتباع کیا جو اس کے ساتھ اترا ہے وہی فلاح پانے والے ہیں۔

اور یہی وجہ ہے کہ ان قوموں کو بھی قرآن پر ایمان لانے اور اس کا اتباع کرنے کی دعوت دی گئی ہے جن کے پاس پہلے سے کوئی آسمانی کتاب موجود ہے۔ چنانچہ بار بار قرآن میں حکم دیا جاتا ہے:-
 يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَوْتُوْا الْكِتٰبَ اِمْنًا
 نَّزَّلْنَا مَّصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ (۴: ۷۷)
 اے وہ لوگو جن کو کتاب دی گئی ہے، ایمان لاؤ اس کتاب (قرآن) پر جسے ہم نے اُتارے اور جو کتابوں کی تصدیق کرتی ہے جو تمہارے پاس ہیں۔

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلُنَا

يَبَيِّنْ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ - (۳: ۵)

جو تمہارے لئے ان بہت سے چیزوں کو ظاہر کرتا ہے جن کو تم کتاب میں سے چھپاتے تھے، اور بہت سی چیزوں سے صاف بھی کر دیتا ہے۔ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور کھول کر بیان کرنے والی کتاب آگئی ہے جس کے ذریعہ سے اللہ ان لوگوں کو سلامتی کی راہوں کی طرف ہدایت بخشتا ہے جو اس کی خوشنودی کا اتباع کرتے ہیں، اور وہ اس کے

حکم سے ان کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکال لاتا ہے اور سیدھے راستے کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے۔ وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ وَ مَا تَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ (۱۲: ۲) قرآن کے متعلق تفصیلی عقیدہ اب کتاب انسان کے لئے نکر و اعتقاد کی صحیح رہنما قرار دی گئی ہو، اور جس کو

عملی زندگی کے لئے واجب الاتباع قانون قرار کیا گیا ہو، اس کی پیروی اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتی جب تک کہ انسان اس کے صحیح اور برحق ہونے اور غلطیوں سے محفوظ ہونیکا پورا پورا یقین نہ رکھتا ہو۔ یوں تو اگر اس کی صحت کے متعلق کسی قسم کے شک نے اہ پالی تو اس کتاب پر سے اطمینان اٹھ جایگا اور پھر جمعیت خاطر کیا تو اس کی پیروی نہ کی جاسکے گی۔ اس ضرورت کی بنا پر ایمان بالقرآن کے لازمی اجزاء میں سے ہیں جن کو قرآن مجید میں بیان کر دیا گیا ہے۔

۱۔ قرآن جس عبارت میں اترتا تھا اسی عبارت میں محفوظ ہے کبھی قسم کی کمی بیشی اس میں نہیں ہوئی اس پر جب ذیل آیات قرآنی دلالت کرتی ہیں۔

إِنَّا عَلَيْنَا جَمْعُهُ وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قَرَأْتَهُ اس كُوجع کرنا اور پڑھا دینا ہمارے ذمہ ہے پس

فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ (۱۱:۷۵) ہم اسے پڑھیں تو تم اس کے پڑھنے کی پیروی کرو۔ پھر اس کے معانی کو سمجھا دینا بھی ہمارا کام ہے۔

سَقَرُهُ لَكَ فَلَا تَنْسَى الْآمَا شَاءَ اللَّهُ - (۸۷) ہم تم کو ایسا پڑھائیں گے کہ تم بھولنے نہ پاؤ گے، میرا جس کے جسے خدا بھلانا چاہے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (۱۱:۷۵) اس ذکر (قرآن) کو ہم ہی نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

وَآتِلْ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ (۴:۱۸) تیری طرف تیرے رب کی کتاب سے کچھ وحی کیا گیا رکھ اس کی تلاوت کر، اس کے کلمات کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔

۲۔ قرآن کی تیز میں کسی شیطانی قوت کا ذرہ برابر دخل نہیں ہے۔ وَمَا تَنْزَلَتْ بِهِ الشَّيْطَانُ وَمَا يَنْبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعَزُونَ (۱۱:۶۶) اس کوئے کر شیطان نہیں اترے ہیں، نہ یہ کام ان کے کرنے کا ہے نہ وہ اس کو کر سکتے ہیں بلکہ وہ تو وحی کے سننے سے بھی دور رکھے گئے ہیں۔

۳۔ قرآن میں خود نبی کی خواہش کا بھی کوئی دخل نہیں۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (۱:۵۳) وہ اپنے دل کی خواہش سے نہیں بول رہا ہے بلکہ یہ جو کچھ جو وحی ہے جو اس پر اتاری جاتی ہے۔

۴۔ قرآن میں باطل کو ہرگز کوئی راہ نہیں ملی۔ وَإِنَّهُ لَكَبِيرٌ عَزِيزٌ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ (۵:۴۱) یقیناً یہ ایک محفوظ و مضبوط کتاب ہے، باطل اس کے آگے سے آگے نہ چھپے، یہ ایک حکیم اور سزاوار اور حمد ہی کی اتاری ہوئی ہے۔

۵۔ قرآن سراسر حق ہے گمان اور اندازہ کی بنا پر نہیں بلکہ علم کی بنا پر تیار کیا ہے، اس میں

کجی اور میسرہ نہیں، نیک ٹھیک سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

وَيُرِي الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ آيَاتِهِ لَعَلَّ هُمْ يَرْجِعُونَ
اِنَّكَ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّكَ هُوَ الْخَفِيُّ الْمَعْدِي إِلَى
صِرَاطٍ اقْرَبَ مِنَ الْقَبِيلِ (۱:۲۴)

اور جو لوگ عالم رکھتے ہیں وہ اس کتاب کو جو تیری طرف
تیرے رب کے پاس آتا رہی گئی ہے جیسے تیرے
حق ہے اور خدا کے عزیز و حمید کے راستہ کی طرف، ہدایت
اور بلاشبہ وہ یقینی حق ہے۔

وَلَقَدْ جِئْنَاهُمْ بِكِتَابٍ فَصَحْنَاهُ لِنُظَاهِرَ فِيهِمْ
هَٰذَا هُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ يَزِيدُونَ
اور ہم ان کے پاس ایک ایسی کتاب لے آئے ہیں
جس کو ہم نے علم کی بنا پر مومنوں کے لئے مفصل ہدایت
اور رحمہ بنا دیا ہے۔

قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَوَاتِ
وَالْاَرْضِ (۱:۲۵)

اے محمد کہہ دو کہ یہ کتاب اللہ نے آمارے ہے جو آسمانوں
اور زمین کے سب راز جانتا ہے۔
یہی ایک کتاب ہے جس میں کوئی بات شک کی بنا پر نہیں
کہی گئی ہے۔

وَلَمْ يَجْعَلْ لَهَا فُجُورًا وَبِرًا (۱:۱۸)
وَإِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ لَنُفِذُ فِيكَ بِكَتَابٍ
اَقْوَمَ (۱:۱۹)

۶۔ قرآن کے احکام اور اس کی تعلیمات میں دو بدل کا حق کسی کو حتیٰ کہ پیغمبر کو بھی نہیں ہے۔
قُلْ مَا يَكُونُ لِي اَنْ اُبَدِّلَ مَا بَيْنَ يَدَيَّ
نَفْسِي اِنْ اَشِيعَ اِلَّا مَا يُوحَىٰ اِلَيَّ اِنِّي اَخْشَىٰ
اور خدا نے اس میں کوئی کجی نہیں رکھی۔ وہ بالکل
بے شک یہ قرآن وہی راستہ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھے
حق میں رکھتا ہے تو صرف اسی وحی کا اتباع کرتا ہوں

إِنْ عَصَيْتَ رَبِّي عَذَابٌ يَوْمٌ عَظِيمٌ (۲:۱۰) جو میری طرف آماری جاتی ہے۔ اگر میں اپنی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

۔ جو چیز قرآن کے خلاف ہے وہ ہرگز قابل تسلیم اور قابل اتباع نہیں ہے۔

اتَّبِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا جُحُوشَ بَاطِلٍ (۱:۷) جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے آمارا گیا ہے اس کی پیروی کرو اور اس کو چھوڑ کر اپنے رب کی پیروی نہ کرو۔

یہ قرآن مجید کے متعلق اسلام کا نفسی عقیدہ ہے اور اس کے ہر جز پر اعتقاد رکھنا لازم ہے جس کے عقیدہ میں کسی جز کی بھی کمی ہوگی وہ قرآن کا صحیح اور کامل اتباع نہ کر سکے گا، اور اس راہ راست سے ہٹ جائے گا۔ جس کا نام اسلام ہے۔

جامعہ اسلامی کا نصاب ایک کتاب اور ایک رسول پر ایمان، اسی کا اتباع اسی کے بنائے ہوئے سانچے پر ذہنیاتوں کا ڈھل جانا، اسی ایک منبع سے تمام اعتقادات، عبادات، اخلاق و معاملات، اور جملہ مدنی قوانین کا ماخوذ ہونا، اور اسی ایمان، اطاعت اور اتباع کے رشتے میں تمام پیروان اسلام کا منسلک ہونا اسلام کو ایک مستقل تہذیب اور مسلمانوں کو ہر قسم کے نسلی، لسانی، لونی اور جغرافیائی اختلافات کے باوجود ایک قوم بنانا ہے علم و عقل تحقیق و اجتہاد، نقطہ نظر اور رجحان طبع کے فطری اختلاف سے یہ ممکن ہے کہ آیات قرآنی اور سنت نبوی سے مسائل کے استنباط، اور ان کے مفہوم اور مقصود کے سمجھنے میں اختلاف واقع ہو جائے، لیکن ایسا اختلاف محض جزئی اور فرعی اختلاف ہے، اور یہ ان مختلف فقہی اور کلامی مذاہب کو الگ الگ دین اور ان کے ماننے والوں کو جدا جدا قومیں نہیں بناتا۔ اصل چیز جس پر ملت اسلام کی بنیاد قائم ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بحیثیت رسول خدا ہونے کے واحد مقتدا، اور قرآن کو بحیثیت کتاب الہی ہونے کے واحد کتاب آئین تسلیم کرنا، اور اسی سرچشمے کو جملہ عقاید اور قوانین کا

ماخذ قرار دینا ہے۔ اس اصل میں جو لوگ متفق ہیں وہ سب ایک قوم ہیں خواہ ان کے درمیان فروعی امور میں کتنا ہی اختلاف ہو۔ اور اس اصل سے جو لوگ اختلاف رکھتے ہیں، وہ سب اسلام کی نظر میں ایک دوسری قوم ہیں، خواہ وہ خود آپس میں کتنی ہی مختلف قومیتوں میں بٹے ہوئے ہوں۔

قرآن دراصل ان تمام امور کا جامع ہے جن پر اسلام کی بنا قائم ہے۔ جو قرآن پر ایمان لایا، وہ گویا خدا اور اس کے ملائکہ اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں، اور یوم آخر پر بھی ایمان لے آیا، کیونکہ یہ تمام ایمانیات اپنی تفصیلات کے ساتھ قرآن میں موجود ہیں، اور ایمان بالقرآن کے راست اور درست ہونے کا یقینی ثمرہ یہی ہے کہ انسان کو پورا ایمان حاصل ہو جائے۔ اسی طرح قرآن میں شریعت اسلام کے تمام اصول اور اساسی قوانین بھی مندرج ہیں، جن کو صاحب شریعت علیہ السلام نے اپنے قول اور اپنے عمل سے وضع اور شرح کر دیا ہے۔ لہذا جو شخص صحیح ایمان کے ساتھ قرآن اور سنت رسولؐ کو اپنی زندگی کے تمام مسائل میں واجب الاتباع قانون قرار دیتا ہے، وہ یقیناً اعتقاد اور عمل کے لحاظ سے مسلمان ہے اسی ایمان اور اتباع کے مجموعہ کا نام اسلام ہے۔ جہاں یہ دونوں چیزیں موجود ہوں گی وہاں اسلام بھی ہوگا اور جہاں یہ نہ ہوں گی، وہاں اسلام بھی نہ ہوگا۔ (باقی۔)